AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title DNA say Mutaliq Fuqaha ka Muwaqif Our Asri Samaji Masail: Sahaba Karaam ky Ijtahadat ky Tanazur Main Tahqeeqi wa Tanqeedi Mutlaya

Author (s): Muhammad Arshad Zia
Prof. Dr. Tahira Basharat

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021

Published on: 18March, 2021
Citation: English Names of Authors, " DNA say Mutaliq Fuqaha ka Muwaqif Our Asri Samaji Masail: Sahaba Karaam ky Ijtahadat ky Tanazur Main Tahqeeqi wa Tanqeedi Mutlaya", AL-ILM 5 no 1 (2021): 196-213

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

DNA سے متعلق فقہاء کا مؤقف اور عصری سماجی مسائل- صحابہ کرام کے اجتہادات کے تناظر میں تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

محمد ارشد ضیاء *

پروفیسر ڈاکٹر طاہرہ بشارت**

Abstract

DNA means deoxyribonucleic acid, a self-made material is found in all living things as a main component of the chromosomes. It is the carrier of genetic information. It is a source to diagnose suspected genetic disorders. It can also be used to determine biological relatives or ancestors. It also helps in crime investigation. So DNA is a great achievement in the scientific world.Muslim scholars have also considered DNA a solid context and strong argument in crime investigation. They have accepted it as a final proof in human genealogy, but a cooperative proof in Hadood-o- Qisas. They say that DNA is not without doubt and according to Islamic law, the Hadood cannot be established with suspicion. So in adultery and murder cases, it cannot be accepted. These cases will be decided on the basis of evidence or personal confession.On the other side, we see that the adultery and murder cases, especially with children are on the rise in Pakistan and mostly accused people are not punished due to insufficient evidences, poor investigation, complicated judicial system and poverty. This situation demands some this special. In this article, it will be proved that Sahaba Kiram established Hadood at the base on some solid context and strong argument without evidence or personal confession. It will also be proved that DNA is a solid context and strong argument and it should be accepted as a conclusive proof in adultery and murder cases, so that social peace can come in the country.

Keywords: DNA, human genealogy, adultery and murder cases, Hadood-o- Qisas, conclusive proof, social peace.

موضوع کا تعارف اور سببِ انتخاب

DNA کا پورا نام (Deoxyribonucleic acid) ہے۔ یہ علم حیاتیات(Biology) کے شعبہ جینیات (Genetics) کی ایک معروف اصطلاح ہے۔ ڈاکٹر ایلک جیفریز نے 1984ء میں اسے دریافت کیا۔ یہ اس موروثی مادے کا نام ہے جو ہر ذی روح میں موجود سینکڑوں خلیوں میں پایا جاتا ہے اور

---

*پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر

**چیر پرسن شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمینٹ اینڈ ٹیکنالوجی-لاہور

ایک نوع کے ذی روح کو دوسرے ذی روح سے ممتاز کرتا ہے۔DNAکے ذریعے کسی بھی شخص کی شناخت آسانی سے کی جاسکتی ہے۔ جس شخص کا بھی DNAٹیسٹ مقصود ہو اس کے بال، خون، ہڈی یا گوشت میں سے نمونہ لے کر انسانی خلیے سے DNAکو الگ کرکے PCR (Polymerase Chain Reaction) کی مدد سے لاکھوں کاپیاں بنائی جاتی ہیں جنہیں جانچنے کے بعد DNA Finger Prints بنائے جاتے ہیں۔ دو مختلف نمونوں کے DNA Finger Prints میں مماثلت دیکھ کر کسی تعلق کا تعین کیا جاسکتا ہے۔[1]

اس جدید سائنسی دریافت سے جرائم کی تحقیق و تفتیش میں بھی خاصی مدد ملتی ہے اور مجرم کو پکڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ انسانی نسب میں بھی اسے ایک کھلا ثبوت قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی شریعت میں نسب ایک انتہائی اہم معاملہ ہے جس کے ساتھ محارم، میراث، نکاح اور کفو جیسے کئی مسائل جڑے ہوتے ہیں۔ DNAکو اس میں معتبر ماننے سے اس کی اہمیت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس سائنسی ایجاد سے سماجی مسائل کے ساتھ ساتھ شرعی معاملات کے حل میں بھی مدد فراہم ہوئی ہے۔

پاکستان میں آبروریزی اور قتل کے واقعات معمول بن چکے ہیں جن سے عزتیں اور جانیں غیر محفوظ اور سماجی امن ایک خواب بن گیا ہے۔ پاکستان کی ایک غیر سرکاری تنظیم "ساحل" کے مطابق صرف ایک سال 2015 میں یکم جنوری سے اکتیس دسمبر تک ملک بھر میں بچوں پر جنسی تشدد کے 3768 واقعات ریکارڈ کیے گے۔[2] اسی تنظیم کے مطابق2017 میں جنسی تشدد کے 3445، جبکہ 2018 میں 3832 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ان میں سے تقریباً59 فیصد واقعات بچیوں کے ساتھ اور 41 فیصد بچوں کے ساتھ پیش آئے۔[3] ایک تازہ ترین رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہر روز 11 ریپ کے کیسز ہوتے ہیں۔ پچھلے چھ ماہ میں بائیس ہزار (22000)ایسے کیسز پولیس کو رپورٹ ہوئے جن میں سے صرف 77 ملزمان کو مجرم ٹھہرایا گیا جو کہ کل تعداد کا 0.3 فیصد ہے۔[4] ناکافی گواہی، ناقص تفتیش، پیچیدہ عدالتی نظام اور غربت جیسی وجوہات سے اکثر ملزم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ یہ صورتحال جان و مال کے تحفظ اور جرائم کی روک تھام کے لیے خصوصی اقدامات اٹھانے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس مضمون میں DNA سے متعلق علماء کرام کی آراء، اسے حدود و قصاص میں قبول نہ کرنے کی وجوہات اور صحابہ کرام کے چند ایسے اجتہادات کو پیش کیا جائے گا جن سے ثابت ہو گا کہ انہوں نے ٹھوس اور مضبوط قرائن کو حدود کے قیام میں تسلیم کیا۔ نیز یہ بھی ثابت کیا جائے گا کہ DNAٹیسٹ ایک ٹھوس اور قابل اعتبار قرینہ ہے۔ آخر میں چند ایسی سفارشات پیش کی جائیں گیں جن سے واضح ہو گا کہ سماجی امن کے

قیام اور فروغ کے لیے DNA ٹیسٹ کو زنا اور قتل میں معتبر ماننا اور ان کی بنیاد پر سزا دینا وقت کی ضرورت اور شریعت کا تقاضا ہے۔

DNA ٹیسٹ سے متعلق ماقبل تحقیق کا جائزہ

DNA ٹیسٹ عصر حاضر کی ایک ایجاد ہے۔ قدیم فقہاء کے ہاں اس کا ذکر نہیں ملتا جبکہ موجودہ زمانے کے علماء نے اسے جرائم کی تحقیق و تفتیش میں بہترین معاون قرار دیا ہے اور انسانی نسب میں حتمی شہادت کے طور پر مانا ہے مگر حدود و قصاص میں حتمی شہادت کے طور پر قبول نہیں کیا۔ ان کے مطابق یہ ایک انسانی دریافت ہے جس میں شک کی گنجائش ہے اس لیے اسکی بنیاد پر حدود کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حدود شک کی وجہ سے معطل ہو جاتی ہیں لیکن ان میں معاون شہادت کی حیثیت سے لیا جاسکتا ہے۔

DNA ٹیسٹ کے بارے میں چند مسلم سکالرز اور اسلامی اداروں کی تحقیق کا ماحاصل حسب ذیل ہے۔

ڈاکٹر وھبہ مصطفٰی الزحیلی کی تحقیق

مسلم دنیا کا ایک معروف نام ڈاکٹر وھبہ مصطفٰی الزحیلی ہے۔ انہوں نے DNA سے متعلق اپنی تحقیق کتابی شکل میں " البصمة الوراثية ومجالات الاستفادة منها " کے نام سے پیش کی۔ انہوں نے DNA کی تعریف کرتے ہوئے نسب، لعان، خاوند اور بیوی کے درمیان بعض معاملات میں اختلاف، ہسپتال میں بچوں کے اختلاط، جنگی معاملات اور گمشدہ شخص کی تلاش کرنے میں DNA سے استفادہ پر زور دیا۔ جرائم کی تفتیش میں بھی اسے اہم قرار دیا ہے مگر زنا اور قتل میں معاون ثبوت کے طور پر مانا ہے۔ وہ کہتے ہیں: **(ولا تصلح البصمة وسيلة اثبات مستقلة ولا بينة قاطعة وانما هي عامل مساعد في قضاء التحقيق واكتشاف الجريمة وحمل المتهم على الاقرار)**۔[5] DNA ٹیسٹ کو حدود و قصاص میں قطعی دلیل کے طور پر نہیں لیا جاسکتا بلکہ فیصلہ سازی اور جرم کی تحقیق میں معاون کے طور پر اس کی اہمیت واضح طور پر مانی جاسکتی ہے۔

الشیخ عمر بن محمد السبیل اور DNA

الشیخ عمر بن محمد السبیل امام وخطیب المسجد الحرام نے DNA سے متعلق اپنی کتاب " **البصمة الوراثية ومدى مشروعية استخدامها في النسب والجناية** " میں تفصیل سے لکھا۔ انہوں نے DNA کی ماھیت، نسب کے اثبات و نفی میں اسلامی شریعت کے معیار، نسب کے ثبوت و نفی اور جرائم کی تحقیق و تفتیش

کے حوالے سے DNA کے کردار پر بحث کی۔ وہ فرماتے ہیں:(وإنما قیل بمشروعیة الأخذ بالبصمة الوراثیة کقرینة من القرائن التی یتدل بها علی المتهم فی قضایا الجرائم المختلفة ولکن لا یثبت بموجبها حد ولا قصاص لأمرین: أما الأول فلأن الحد والقصاص لا یثبت إلا بشهادة أو إقرار دون غیرهما من وسائل الإثبات عند کثیر من الفقهاء وأما الثانی فلأن الشارع یتشوف إلی درء الحد والقصاص لأنهما لا یُدرءان بأی شبه أو احتمال والشبه فی البصمة الوراثیة ظاهرة)۔ [6] DNA ٹیسٹ کو مختلف جرائم میں ملزم کے خلاف بطور دلیل لیا جا سکتا ہے لیکن اس کی بنیاد پر حدود و قصاص کا فیصلہ دو وجوہات سے نہیں کیا جا سکتا۔ ایک یہ کہ حدود و قصاص کا فیصلہ شہادت یا اقرار سے ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ شک کی وجہ سے حدود معطل ہو جاتی ہیں اور DNA ٹیسٹ میں شک کا پایا جانا ظاہر ہے۔

مفتی خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے

مفتی خالد رحمانی اپنے مضمون "جینیٹک سائنس سے پیدا ہونے والے چند مسائل اسلامی نقطہ نظر" میں کہتے ہیں :" قاتل کی شناخت اور اس پر قصاص کا اجراء، اس طرح انفرادی یا اجتماعی آبرو ریزی کے مقدمات میں زانی کی شناخت کے لیے محض DNA ٹیسٹ کو بنیاد بنانا درست نہیں ہوگا کیونکہ حضرت علی سے مروی ہے: (ادروا الحدود بالشبهات)۔ شبہات سے حدود معطل کرو۔ اسی لیے فقہاء کے ہاں مسلمہ قاعدہ ہے کہ شکوک و شبہات سے حدود ساقط ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پے زنا کے معاملہ میں چار گواہوں کی شہادت ضروری ہے جیسا کہ حضرت عویمر عجلانی والا واقعہ مشہور ہے"۔ [7]

فقہ اکیڈمی انڈیا کا DNA ٹیسٹ پر مؤقف

مارچ 2006ء میں فقہ اکیڈمی انڈیا کے تحت دو روزہ سیمینار بعنوان " ڈی این اے ٹیسٹ اور جینیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل " ہوا۔ سیمینار سے قبل اکیڈمی کے بعض علماء نے جینیٹک سائنس کے کچھ ماہرین کے ساتھ دہلی میں خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔ پھر ایک سوالنامہ تیار کر کے ملک بھر کے جید علماء کرام کو بھیجا جس کے جواب میں انیس علماء نے DNA سے متعلق اپنی اپنی آراء کا اظہار کیا۔ تمام مقالات پیش کیے جانے کے بعد حسب ذیل فیصلے کیے گے۔ [8]

1. جس بچے کا نسب شرعی اصول کے مطابق ثابت ہو DNA ٹیسٹ کے ذریعے اس میں اشتباہ پیدا کرنا شرعاً جائز نہیں۔

2. اگر کسی بچے کے بارے میں چند دعویدار ہوں اور کسی کے پاس واضح شرعی ثبوت نہ ہو تو DNA ٹیسٹ کی مدد سے ایسے بچے کا نسب متعین کیا جا سکتا ہے۔

3. جو جرائم موجب حدود و قصاص ہیں، ان کے ثبوت کے لیے منصوص طریقوں کی بجائے DNA ٹیسٹ کا اعتبار نہ ہو گا۔

4. حدود و قصاص کے علاوہ دوسرے جرائم کی تفتیش میں DNA ٹیسٹ سے مدد لی جا سکتی ہے اور قاضی ضرورت محسوس کرے تو اس پہ مجبور بھی کر سکتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی DNA کے حوالے سے پریس کانفرس

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے بھی 2013ء میں جنسی زیادتی کے مقدمات میں DNA ٹیسٹ کو حتمی اور مرکزی شہادت کے طور پر لینے کو مسترد کرتے ہوئے 1979ء کے قوانین کو برقرار رکھا۔ کونسل کے چیئرمین کے مؤقف کو ایک قومی اخبار نے یوں شائع کیا۔

"CII rules out DNA as primary evidence in rape cases. Addressing a press conference, the Council's chairman Maulana Muhammad Khan Sherani said that though DNA testing was a useful and modern technique for supporting evidence, it alone could not be used as primary evidence". [9]

Evidence Laws in Sharia and the Impact of Modern Technology and DNA Testing

Australian Journal of Islamic Studies میں چھپنے والا ایک آرٹیکل ہے جس میں ریسرچر لکھتا ہے۔

Modern Technology can be comfortably incorporated as circumstantial proof in Sharia under the legal concept of *Ijtihad*. Such proof, however, means it cannot be used to prove *Hudud* crimes, such as adultery, which would contravene objectives of Sharia, *Hudud*, and Sharia privacy principles. Consequently, while modern technology can be incorporated within Sharia evidence laws, there are restrictions on its use due to the unique aspects of *Hudud* and its Sharia objectives. Modern Technology, such as DNA testing, may be used as paternity verification at a wife's request to establish her innocence in *Li'an* cases or to prove paternity under family and civil laws to provide maternal and child welfare rights.[10]

DNA ٹیسٹ کو بطور حتمی شہادت قبول نہ کرنے کی وجوہات

علماء وفقہاء کرام کے نزدیک DNA ٹیسٹ کو بطور حتمی شہادت قبول نہ کرنے کی دو وجوہات ہیں۔

1-DNA ٹیسٹ معروف طریقہ شہادت نہیں ہے

انسانی نسب کی اہمیت بہت زیادہ ہے جس کے اوپر حلت و حرمت، نکاح، کفو، میراث جیسے بے شمار امور کا دارومدار ہوتا ہے۔ اس کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے شریعت اسلامیہ نے ناجائز جسمانی تعلقات سے روکا ہے اور بصورت دیگر سخت سزا کا تعین کیا ہے۔ اللہ تعالی نے قران مجید میں زنا کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: (الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مأة جلدة)۔[11] بدکاری کرنے والے مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ یہ شنیع فعل کوئی شادی شدہ جوڑا کرے تو کوڑوں کی بجائے رجم کی سزا ہے۔ لیکن اس کے ثبوت کے لیے شریعت اسلامیہ نے بڑی کڑی شرائط رکھی ہیں اور چار مرد گواہوں کی گواہی یا ذاتی اقرار میں سے کسی ایک کے پائے جانے کو لازمی قرار دیا ہے۔

چار مرد گواہوں کی شہادت

شریعت نے زنا کی حد جاری کرنے کے لیے چار مرد گواہوں کی شہادت لازمی قرار دی ہے وہ بھی اس طرح کہ انہوں نے فاعل و مفعول کو خاص حالت میں دیکھا ہو۔ اگر ان کے بیانات میں واضح فرق ہو یا ان میں سے کوئی اپنی بات سے انکار کر دے تو حد جاری نہ ہو گی۔ فقہ حنفی کی ایک معتبر کتاب الھدایہ میں ہے: (الشهادة فی الزنا یعتبر فیها أربعة من الرجال لقوله تعالى {واللاتی یأتین الفاحشة من نسائكم فاستشهدوا علیهن أربعة منكم}[12] ولقوله تعالى {ثم لم یأتوا بأربعة شهداء}[13] ولا تقبل فیها شهادة النساء)۔[14] زنا کے ثبوت کے لیے چار مرد گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وہ عورتیں جو فحش کام (زنا) کریں تو ان کے خلاف چار مرد گواہ لاؤ۔ اس سلسلہ میں عورتوں کی گواہی قبول نہ ہو گی۔ جب چار مرد گواہی دے دیں تو فوراً حد نہ لگائی جائے بلکہ قاضی ان سے اس کی تفصیل طلب کرے کہ زنا کب کہاں اور کیسے ہوا۔ الھدایہ میں ہے: (وإذا شهدوا یسألهم الإمام عن الزنا ما هو وکیف هو وأین زنى ومتى زنى وبمن زنى)۔[15]

اسلامی شریعت کے اس سخت معیار کی وجہ سے عمومی طور پر پوری گواہی ملنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں: (ان الزنا یثبت بالاقرار والبینة والثانی اندر نادر الضیق شروطه وایضا لم یثبت

عندہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عند اصحابہ بعدہ الا بالاقرار)۔[16] زنا کا ثبوت اقرار یا گواہی سے ہوتا ہے۔ مؤخر الذکر اپنی شروط کی وجہ سے بہت مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے بعد صحابہ کے دور میں ایک بھی ایسا واقعہ ثابت نہیں جس میں مکمل گواہی کی بنیاد پر کسی کو ایسی سزا ملی ہو سوائے اس کے کہ کسی نے خود اقرار کیا ہو۔

ذاتی اقرار

دوسری صورت یہ ہے کہ زنا کرنے والا خود اس فعل شنیع کا اقرار کرے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت ماعز بن مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب زنا کا اقرار کیا تو آپ نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ حدیث میں ہے: (أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ: لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لاَ قَالَ أَفَنِكْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ)۔[17] آپ نے فرمایا: شاید تو نے بوسہ دیا ہو یا اشارہ کیا ہو یا دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر فرمایا: کیا تو نے ہمبستری کی ہے؟ کہا جی۔ پھر آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا۔ ایسے ہی ایک اور روایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: (أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَى فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرُجِمَ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ)۔[18] ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جس نے آپ کے سامنے اقرار کیا کہ اس نے زنا کیا ہے اور چار بار کہا تو آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ اسے رجم کیا گیا کیونکہ وہ شادی شدہ تھا۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ اسلام میں زنا کی سزا چار مرد گواہوں کی گواہی یا ذاتی اقرار کی بنیاد پر دی جا سکتی ہے۔ زنا کی طرح کسی انسانی جان کا قتل بھی بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا)۔[19] جس نے کسی انسان کو سوائے قصاص یا زمین میں فساد برپا کرنے کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ قتل میں قصاص بھی دو گواہوں کی گواہی یا قسامہ (جہاں قتل ہو وہاں کے پچاس لوگ قسم دیں کہ فلاں نے قتل کیا ہے) سے لیا جا سکتا ہے۔ حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی خیبر میں قتل ہو گیا۔ اس کے ورثا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس دو گواہ ہیں جو تمہارے ساتھی کے قتل کی گواہی دیں؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہاں تو ایک بھی مسلمان نہیں رہتا۔ سب یہودی ہیں وہ تو اس سے بڑے جرم کی بھی

جرات رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر ان میں سے پچاس افراد منتخب کر کے ان سے قسم لو۔ وہ اس پے راضی نہ ہوئے تو آپ نے ان کو اپنے پاس سے دیت دی۔[20]

2۔ حدود کا شک سے معطل ہونا

DNA ٹیسٹ کو قابل قبول شہادت کے طور پر لینے میں دوسری رکاوٹ یہ شرعی اصول ہے کہ حدود شک کی بنا پر معطل ہو جاتی ہیں۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ شریعت مطہرہ نے شہادت یا کسی بھی معاملہ میں شک ہونے پر ملزم کو پوری پوری رعایت دی ہے۔ کیونکہ DNA ٹیسٹ میں شک کی گنجائش ہے اور اس کے نتائج حتمی اور قطعی نہیں ہوتے اس لیے اسکی بنیاد پر حد قائم نہیں کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث بھی پیش کی جاتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ادرءوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فإن كان له مخرج فخلوا سبيله فإن الإمام أن يخطئ في العفو خير من أن يخطئ في العقوبة)۔[21] جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کو حدود سے بچاؤ اگر ان کے لیے بچنے کا کوئی راستہ ہو۔ بے شک امام کا معافی دینے میں غلطی کرنا سزا میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔ اسی حدیث کی بنیاد پر فقہاء اسلام فرماتے ہیں: (ولا يحكم عند جمهور الفقهاء بهذه القرائن في الحدود لانها تدرأ بالشبهات)۔[22] جمہور فقہاء کے مطابق قرائن کی بنا پر حدود کا فیصلہ نہ کیا جائے گا کیونکہ حدود شبہات سے نافذ العمل نہیں رہتیں۔

DNA ٹیسٹ چار مردوں کی گواہی یا ذاتی اقرار کی طرح نہیں اور پھر یہ ایک قرینہ ہے، انسانی ایجاد و کاوش ہے جو خطا سے مبرّا نہیں ہے۔ اس لیے اسے حدود لگانے میں حتمی شہادت کے طور پر قبول نہیں کیا جاتا۔ پس ایک طرف معاشرے میں آبروریزی اور قتل کے بڑھتے ہوئے واقعات ہیں جبکہ دوسری طرف علماء کرام کا موقف ہے کہ DNA ٹیسٹ سے مسئلے کے حل میں مدد لی جاسکتی ہے مگر اسے قابل قبول شہادت کا درجہ نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی اس کی بنیاد پر حد لگائی جاسکتی ہے۔ لیکن جب ہم صحابہ کرام کے اجتہادات کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ٹھوس قرینہ کو حدود کے قیام میں معتبر جانا۔

ٹھوس قرینہ کی اہمیت

شریعت میں ٹھوس قرینہ کی بڑی اہمیت ہے اور اسے بطور ثبوت پیش کیے جانے کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی اور سچائی کا ثبوت ایک قرینہ ہی تھا۔ قرآن مجید میں ہے: (إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ

فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ)۔[23] اگر ان کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو عورت سچی ہے اور وہ قصوروار ہیں اور اگر پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی ہے اور وہ سچے ہیں۔ جب انکی قمیص کو دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹی تھی۔ اس پر عزیز مصر نے کہا بے شک تمہاری عورتوں کی سازشیں بڑی خطرناک ہوتی ہیں۔

صحابہ کرام، ٹھوس قرینہ اور حدود

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حدود میں ٹھوس قرینہ کے قابل اعتبار ہونے کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

شراب کی قے حد کے لیے قابل اعتبار قرینہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی قے کو قابل اعتبار قرینہ مانتے ہوئے حد لگانے کا حکم دیا۔ حضرت عتاب بن سلمہ سے مروی ہے کہ آپ نے مجھ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا کہ کیا تو نے اسے شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں عرض کی کہ نہیں دیکھا لیکن اسے شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر حضرت عمر نے اسے شراب کی حد لگائی اور اسے کھڑا کر دیا تاکہ لوگ اسے دیکھیں۔ (سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ رَأَيْتَهُ يَشْرَبُهَا؟ فَقُلْتُ لَمْ أَرَهُ يَشْرَبُهَا وَلَكِنْ رَأَيْته يَقِيؤُهَا قَالَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ وَنَصَبَهُ لِلنَّاسِ)۔[24] اس روایت کے مطابق صرف ایک قرینہ (شراب کی قے) کو قابل اعتبار مانتے ہوئے حد نافذ کی گئی حالانکہ حضرت عمر کے پوچھنے پر راوی خود اقرار کر رہا ہے کہ اس نے اسے شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ صرف شراب کی قے دیکھی ہے۔

شراب کی بو پر حد لگانا

شراب کی بو کی بنیاد پر دور صحابہ میں کئی دفعہ حد شرب لگائی گی۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ ایک شخص کو شراب کے کوڑے لگا رہے تھے کیونکہ اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔ (أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَضْرِبُ فِي الرِّيحِ)۔[25] ایسے ہی حضرت علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ نے حمص میں سورۃ یوسف تلاوت کی تو ایک شخص نے کہا یہ کیا ہے؟ آپ نے اس کا منہ سونگھا تو شراب کی بو پائی۔ آپ نے فرمایا تو شراب پی کے حق کا انکار کرتا ہے (تُكَذِّبُ بِالْحَقِّ وَتَشْرَبُ الرِّجْسَ)۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی پڑھایا تھا میں تمہیں حد لگاؤں گا۔ پھر آپ نے اسے حد لگائی (فَجَلَدَهُ الْحَدَّ)۔[26] اسی حوالے سے حضرت ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر کی طرف خط لکھا کہ

ایسے شخص کے بارے میں بتائیں جس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو۔ آپ نے فرمایا اگر وہ عادی شرابی ہو تو حد لگاؤ۔(إِنْ كَانَ مُدْمِنًا فَحُدَّهُ)۔ [27]

معروف مدت سے قبل بچے کی پیدائش پر حد لگانے کا حکم دینا

معینہ مدت سے ہٹ کے بچے کی پیدائش کو حد زنا کے لیے قابل اعتبار قرینہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے حمل کو قرینہ کے طور پے لیتے ہوئے حد لگانے کا فیصلہ کیا۔ ابو حرب بن ابو اسود الدیلی روایت کرتے ہیں آپ کے پاس ایک عورت لائی گی جس کے ہاں نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا تھا۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا تو اسکی بہن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گی اور صورتحال عرض کر کے کہنے لگی کہ بچنے کی کوئی سبیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تیری بہن کے لیے عذر ہے۔ وہ حضرت عمر کے پاس گی اور کہا کہ حضرت علی ایسے کہتے ہیں۔ آپ نے حضرت علی کو بلوایا اور پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:(وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ)۔[28] اور مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ نیز فرمایا:(وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا)[29] اور حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ ان دونوں آیات میں حمل اور دودھ کی مدت کا بیان ہے۔ پس جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی تو حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہوئی۔ اس طرح چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب صحیح ہو گا اور حد قائم نہ ہو گی۔ حضرت علی کے اس استدلال پر آپ نے رجم کرنے کا حکم واپس لے لیا۔[30] اس روایت کے مطابق آپ نے پہلے حد لگانے کا حکم دیا لیکن پھر حضرت علی کے استدلال کو مانتے ہوئے حکم واپس لیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے نزدیک قابل اعتبار قرینہ حدود کے قیام میں معتبر تھا ورنہ آپ حد لگانے کا کبھی حکم نہ دیتے اور حضرت علی نے بھی قرینہ کی بنیاد پر حد کا انکار نہیں کیا تھا بلکہ قرآنی آیات سے مدت حمل پر استدلال کرتے ہوئے حد سے منع کیا تھا۔

دو سال تعلق تک ازدواجی تعلقات کے بغیر حمل ہونے پر حد لگانے کا حکم دینا

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی جس کا خاوند دو سال سے غائب تھا۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے امیر المومنین: آپ اس عورت کو حد لگانے کا اختیار رکھتے ہیں لیکن اس بچے کا کیا قصور ہے جو اس کے پیٹ میں ہے؟ آپ نے اس عورت کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس نے بچہ جنم دیا جس کے دو دانت نکل چکے تھے اور شوہر نے اس میں اپنی مشابہت پالی۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا: عورتیں معاذ جیسا فرزند جننے سے عاجز ہیں اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر

ہلاک ہو جاتا۔ (جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي غِبْتُ عَنِ امْرَأَتِي سَنَتَيْنِ فَجِئْتُ وَهِيَ حُبْلَى فَشَاوَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَاسًا فِي رَجْمِهَا فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ كَانَ لَكَ عَلَيْهَا سَبِيلٌ فَلَيْسَ لَكَ عَلَى مَا فِي بَطْنِهَا سَبِيلٌ فَاتْرُكْهَا حَتَّى تَضَعَ فَتَرَكَهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَدْ خَرَجَتْ ثَنَايَاهُ فَعَرَفَ الرَّجُلُ الشَّبَهَ فِيهِ فَقَالَ ابْنِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ لَوْلَا مُعَاذٌ لَهَلَكَ عُمَرُ)۔[31] اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق صحابہ کرام کی مشاورت سے ٹھوس قرینہ (حمل) کی بنیاد پر حد لگانے کا حکم دے چکے تھے لیکن حضرت معاذ بن جبل کی اس رائے کہ معصوم بچہ ہلاک ہو گا ،کی وجہ سے ارادہ ترک کیا۔

ظاہری حالت کو قابل اعتبار قرینہ سمجھتے ہوئے حد کا حکم لگانا

فقہ حنفی کی ایک کتاب میں ہے: (لو ظَهَرَ إِنْسَانٌ من دَارٍ وَمَعَهُ سِكِّينٌ في يَدِهِ وهو مُتَلَوِّثٌ بِالدِّمَاءِ سَرِيعُ الْحَرَكَةِ عليه أَثَرُ الْخَوْفِ فَدَخَلُوا الدَّارَ في ذلك الْوَقْتِ على الْفَوْرِ فَوَجَدُوا بها إِنْسَانًا مذبوحا لِذَلِكَ الْحِينِ وهو مُتَضَمِّخٌ بِدِمَائِهِ ولم يَكُنْ في الدَّارِ غَيْرُ ذلك الرَّجُلِ الذي وُجِدَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ وهو خَارِجٌ من الدَّارِ أَنَّهُ يُؤْخَذُ بِهِ إِذْ لَا يَمْتَرِي أَحَدٌ في أَنَّهُ قَاتِلُهُ)۔[32] اگر ایک آدمی اس حال میں ملے کہ اس کے ہاتھ میں خون آلودہ چھری ہو، وہ عجلت میں اور خوف زدہ ہو اور پاس ہی ایک دوسرے شخص کی ذبح شدہ لاش ہو اور کوئی دوسرا انسان بھی موجود نہ ہو تو لاش کے پاس چھری سمیت ملنے والا شخص ہی قاتل ہو گا۔

ملزم کے گھر سے چوری شدہ مال کی برآمدگی پر قطع ید کی سزا

امام ابن قیم فرماتے ہیں: (ولم تزل الأئمة والخلفاء يحكمون بالقطع إذا وجد المال المسروق مع المتهم)۔[33] ائمہ کرام اور خلفاء اسلام میں اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ ایسا شخص جس پر چوری کا الزام لگے اور چوری شدہ مال بھی اس کے گھر سے برآمد ہو تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔

مندرجہ بالا تفصیلات سے ثابت ہوا کہ ٹھوس قرینہ حدود کے قیام میں معتبر ہے اور صحابہ کرام خصوصا حضرت فاروق اعظم نے اس کی بنیاد پر کئی دفعہ حدود قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح بعض فقہاء اسلام نے بھی قتل اور چوری کے معاملات میں ٹھوس قرینہ کا اعتبار کیا۔ جہاں تک DNA کا تعلق ہے تو یہ بھی ایک ٹھوس اور قابل

اعتبار قرینہ ہے جس کا ثبوت DG Punjab Forensic Lab کا بیان اور اس Lab سے حاصل ہونے والے درست نتائج ہیں۔

DNA ٹیسٹ قابل اعتبار قرینہ ہے

DNA ٹیسٹ عصر حاضر کا ایک سائنسی معجزہ ہے جس کی مدد سے کسی بھی شخص کی شناخت کرنا مشکل نہیں رہا۔ قاتل کی تلاش، نسب کے ثبوت سمیت بے شمار معاملات میں اس کی اہمیت واضح ہے۔ بار بار کے تجربات نے ثابت کیا کہ DNA ٹیسٹ ایک عام قرینہ نہیں بلکہ اس سے حاصل ہونے والا نتیجہ بالکل درست ہے۔ یقینا ابتداء میں یہ اس قدر معیاری اور شک سے پاک نہ تھا لیکن آج اگر صرف پاکستان کی بات کی جائے تو یہاں کچھ سالوں سے اس ٹیسٹ سے حاصل ہونے والے نتائج اس قدر حوصلہ افزاء اور تسلی بخش ہیں کہ شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ 2008ء میں میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں ہونے والے خود کش دھماکے کی کامیاب تحقیق، 2012ء میں بلدیہ فیکٹری کراچی کے سانحہ، جس میں تقریبا 259 افراد جل گئے، کی کامیاب تحقیق اور عدالت میں مجرموں کا اقبال جرم، 2018 میں قصور کی معصوم زینب اور مردان کی عاصمہ کی آبرو ریزی کر کے قتل کرنے والوں کا DNA ٹیسٹ کی مدد سے پکڑا جانا اور اعتراف جرم کے بعد سزا پانا، گجرات کی ثناء چیمہ کی موت کو قدرتی قرار دینا پھر DNA ٹیسٹ سے ثابت ہونا کہ موت گلہ دبانے سے ہوئی اور رپورٹ کے بعد لڑکی کے والد اور بھائی کا پولیس کے سامنے اعتراف جرم کرنا، 2019 میں ساہیوال میں پولیس فائرنگ سے شہید ہونے والے افراد اور گاڑی کے DNA ٹیسٹ سے حقیقت حال معلوم ہونا کہ پولیس پر کراس فائرنگ نہیں ہوئی اور اس نے بڑے قریب سے فائرنگ کر کے میاں بیوی کو ان کے معصوم بچوں کے سامنے شہید کیا تھا۔ یہ اور ان جیسے بے شمار واقعات کی DNA ٹیسٹ رپورٹ واضح کرتی ہے کہ یہ قابل اعتبار قرینہ ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی اہم ہے کہ 2.5 Billions پاکستانی روپے سے بننے والی پنجاب فرانزک لیب جو دنیا کی دوسری بڑی جبکہ درست انداز میں کیسز کی نشاندہی کرنے میں دنیا کی نمبرون لیب ہے، کے DG ڈاکٹر اشرف طاہر نے معصوم زینب کے قاتل کے پکڑے جانے پر وزیر اعلی پنجاب اور مرحومہ زینب کے والد کے ہمراہ پریس کانفرس کرتے ہوئے بتایا کہ ہماری فرانزک لیب اس قدر جدید اور قابل اعتماد ہے کہ اگر Quadrillion 178 لوگوں کا یہ ٹیسٹ کیا جائے جو کہ صرف مرد حضرات ہوں تو صرف کسی ایک کے DNA ٹیسٹ میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔ 178Quadrillion سے کم تعداد میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا جبکہ دنیا کی موجودہ آبادی صرف 7 بلین ہے۔[34]

خلاصہ بحث

DNA ٹیسٹ عصر حاضر کی ایک اہم ایجاد ہے جس کا انسانی شناخت اور نسب کے تعین میں اہم کردار ہے۔ جرائم کی تفتیش میں DNA ٹیسٹ سے کافی مدد ملتی ہے اور انہیں روکنے اور ختم کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ قدیم فقہاء اور انکی کتابوں میں DNA کا ذکر نہیں ملتا۔ عصر حاضر کے علماء وفقہاء اسے نسب کے تعین میں معتبر مانتے ہیں جبکہ زنا اور قتل کے معاملات میں معاون کے طور پر لیتے ہیں لیکن حتمی شہادت کے طور پر قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ اسلامی شریعت میں زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں یا ذاتی اقرار اور قتل کے ثبوت کے لیے دو گواہوں یا قسامہ کی شرائط ہیں۔ DNA چونکہ گواہی یا ذاتی اقرار کے متبادل نہیں اس لیے زنا و قتل میں حتمی شہادت کے طور پر قبول نہیں۔ دوسری طرف یہ ایک انسانی ایجاد ہے اوراس میں شک کی گنجائش ہے اس لیے اس کی بنیاد پر حدود کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ حدود شک کی وجہ سے معطل ہو جاتی ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کئی معاملات میں قرائن کی بنیاد پر حدود قائم فرمائیں جیسے شراب کی قے، شراب کی بو، نو ماہ سے قبل بچے کی ولادت اور دو سال تک ازدواجی تعلق نہ ہونے کے باوجود بچے کی پیدائش پر حدود کا فیصلہ کرنا۔ اسی طرح بعض فقہاء نے بھی قرائن کو حدود کے قیام میں اہم سمجھا جیسے ممتاز حنفی امام ابن نجیم نے اپنی کتاب البحر الرائق میں لکھا کہ اگر ایک آدمی اس حال میں ملے کہ اس کے ہاتھ میں خون آلودہ چھری ہو، وہ عجلت میں اور خوف زدہ ہو اور پاس ہی ایک دوسرے شخص کی ذبح شدہ لاش ہو اور کوئی دوسرا انسان بھی موجود نہ ہو تو لاش کے پاس چھری سمیت ملنے والا شخص ہی قاتل ہو گا۔ امام ابن قیم بھی کہتے ہیں کہ ائمہ کرام اور خلفاء اسلام میں اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ ایسا شخص جس پر چوری کا الزام لگے اور چوری شدہ مال بھی اس کے گھر سے بر آمد ہو تو اسے قطع ید کی حد لگائی جائے گی۔ اس طرح انہوں نے بھی ٹھوس قرینہ کو حدود میں معتبر ماننے کی بات کی۔

سفارشات

- پاکستان میں آئے روز ریپ اور قتل کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ جرائم میں اضافہ کی دیگر کئی وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک اہم وجہ گواہی کا نہ ملنا یا عدالتی معیار کے مطابق نہ ہونا ہے۔ قانون گواہی کا محتاج ہوتا ہے جس کے میسر نہ آنے پر ملزم کو چھوڑنے کے سواء کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ جہاں تک زنا اور ریپ میں گواہی کا تعلق ہے اس کا معیار اس قدر سخت ہے کہ عام طور پر اس پر پورا اترنا بہت مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ پاکستان کے سماجی حالات بھی ایسے ہیں کہ عام طور پر کوئی شخص گواہی دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا کیونکہ

گواہ قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ زنا کے ثبوت کے لیے دوسری چیز مجرم کا اقرار جرم ہے اور موجودہ معاشرے کی اخلاقی سطح اتنی بلند نہیں کہ لوگ گناہ کرنے کے بعد اقرار کرتے ہوئے خود کو سزا کے لیے پیش کر دیں۔ ایسے حالات میں جبکہ عزت وآبرو لٹ رہی ہو، قتل وغارتگری کا بازار گرم ہو اور گواہوں کی عدم موجودگی پر قانون کے ہاتھ بندھے ہوں، DNA ٹیسٹ ایک نعمت سے کم نہیں کہ اسکی بدولت مجرم کو پکڑ کر انصاف قائم کیا جائے اور معاشرے کو پر امن بنایا جائے۔

- DNA ٹیسٹ ان تمام قرائن (حمل، شراب کی بو، شراب کی قے) سے زیادہ قابل اعتبار ہے جن کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدود کا فیصلہ کیا۔ مثال کے طور پے حمل میں صرف بچے کا پتا چلتا ہے لیکن DNA ٹیسٹ سے بچے، اسکے باپ اور خاندان کا بھی پتا چل جاتا ہے۔
- اسلامی شریعت میں کسی مسئلہ کے حل کے لیے اس سے متعلقہ شعبے کے ماہرین کی رائے کو ضرور اہمیت دی جاتی ہے جیسے حدیث کے معاملے میں محدثین، فقہ میں فقہاء اور طب سے متعلقہ مسئلہ میں اطباء کی رائے اہم ہوتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ DNA ٹیسٹ کے معاملے میں بھی DG Punjab Forensic Lab کی رائے کو اہم مانتے ہوئے اسے حدود وقصاص میں معتبر مانا جائے۔ علاوہ ازیں پاکستان میں کئی معاملات میں DNA ٹیسٹ سے مسلسل صحیح نتائج ملنا بھی شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔
- اسلام نے سماجی امن کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور اس کے لیے عدل وانصاف پر بار بار زور دیا ہے جبکہ فتنہ اور فساد فی الارض کو بہت بڑی برائی کہا ہے جن سے معاشرے تباہی وبربادی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورتحال کے لیے اسلام کے احکامات بھی انتہائی سخت ہیں۔ آج جبکہ ریپ وقتل کے واقعات مسلسل بڑھ رہے ہیں تو ایسے حالات خاص اقدامات کے متقاضی ہیں۔ ضروری ہے کہ ان حالات میں فقہی موشگافیوں میں پڑنے کی بجائے DNA ٹیسٹ کو گواہی کے متبادل مان کر سزا کے لیے معیار قرار دیا جائے تاکہ سماجی امن قائم ہو اور فتنہ وفساد کا خاتمہ ہو۔
- ائمہ فقہاء عملی وواقعاتی معاملات واحکام کے ساتھ ساتھ امکانی مسائل کو بھی زیر بحث لاتے تاکہ مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کا حل آسانی سے نکل سکے۔ اسے فقہ تقدیری کا نام دیا گیا جس پر فقہ حنفی میں بہت زیادہ کام ہوا۔ امام ابو حنیفہ کا اس بارے میں قول ہے: (إنا نستعد للبلاء قبل نزوله فإذا ما وقع عرفنا الدخول فيه والخروج منه)۔[35] ہم مشکل آنے سے پہلے اس کے لیے تیار ہوتے ہیں پس جب وہ آتی ہے تو ہمارے سامنے اس کا حل موجود ہوتا ہے۔ سلف صالحین کا اس سے مقصود صرف یہ تھا کہ شریعت کی خلاف ورزی بھی نہ ہو اور معاشرہ بھی تنگی میں نہ پڑے۔ آج جبکہ جرائم کی بلند شرح کی وجہ سے معاشرہ شدید

پریشانی و تنگی کا شکار ہے تو اس سائنسی ایجاد کو اللہ تعالی کی نعمتِ غیر مترقبہ مانتے ہوئے حدود و قصاص میں معتبر ماننا ضروری ہے تاکہ جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہوں اور سماج امن کا گہوارہ بنے۔

- مصلحت یا استصلاح فقہ اسلامی کی ایک اہم بحث ہے جس سے مراد جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت ہے ۔لیکن امام غزالی کے مطابق مصلحت سے مراد مقاصد شرعیہ کا تحفظ ہے۔وہ کہتے ہیں: " نعني بالمصلحة المحافظة على مقصود الشرع ومقصود الشرع من الخلق خمسة وهو ان يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم فكل مايتضمن حفظ هذه الاصول الخمسة فهو مصلحة وكل مايفوت هذه الاصول فهو مفسدة ودفعها مصلحة "۔ [36] مصلحت سے مراد مقاصد شرعیہ کا تحفظ ہے۔ شریعت کا مقصود دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت ہے۔ پس ہر وہ چیز جو ان پانچ کی حفاظت کرے وہ مصلحت ہے اور جو انہیں ضائع کرے وہ مفسدت ہے اور اسے دور کرنا مصلحت ہے۔ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو DNA ٹیسٹ کے ذریعے جرائم کو روکنا ایک بہت بڑی مصلحت ہے جو وقت کی ضرورت ہی نہیں بلکہ شریعت کا تقاضا بھی ہے۔کیونکہ بڑھتے ہوئے جرائم سے مقاصد شریعہ فوت ہو رہے ہیں۔ ایسی صورتحال میں صرف ظاہری بینات و شواہد پے اصرار کرنے سے ظلم کے کئی دروازے کھل رہے ہیں جن کو اگر بروقت بند نہ کیا گیا تو سماج کی بقاء خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ امام ابن قیم نے اسی لیے فرمایا: (فالحاكم إذا لم يكن فقيه النفس في الأمارات ودلائل الحال ومعرفة شواهده وفي القرائن الحالية والمقالية كفقهه في كليات الأحكام أضاع حقوقا كثيرة على أصحابها)۔ [37] حاکم کا بعض اوقات معاملات میں صرف ظاہری بینات و شواہد پر اصرار کرنا بھی بہت سے حقوق و واجبات کو ضائع کر دیتا ہے جس سے ظلم کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ پس حاکم کے لیے مصالحہ عامہ کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

References

[1].https://en.wikipedia.org/wiki/Genetictesting ,
https://en.wikipedia.org/wiki/Alec_Jeffreys,
https://urdu.dunyanews.tv/index.php/ur/Pakistan/447332

[2]. www.ur.m.wikipedia.org

[3] . www.urdunews.com , www.humnews.pk/latest/228913

[4] https://www.thenews.com.pk/latest/743328-about-11-rape-cases-reported-in-pakistan-every-day-official-statistics-reveal

[5]۔الزحیلی، وھبہ مصطفٰی، ڈاکٹر، **البصمة الوراثية ومجالات الاستفادة منها**، وزارۃ اوقاف۔شام، صفحہ:31

Al-Zuheli, *Al Basmah Al Warasiah Wa Majalaat Al Istifada Minha*, (Syria: Auqaf Department), 31.

[6]۔السبیل، عمر بن محمد، الشیخ، **البصمة الوراثية ومدى مشروعية استخدامها في النسب والجناية**، جامعۃ اُم القری۔ریاض، 2002ء، جلد:1، صفحہ:38

Al-Sabil, Umer Bin Muhammad, *Al Basmah Al Warasia Wa Muday Mashruiyat e Istekhdameha Fi Al Nasab Wa Al Janaya*, (Al Riaz: Jamia Ummah Al Qura,2002), 1:38.

[7]۔فقہ اکیڈمی انڈیا، **ڈی این اے ٹیسٹ اور جینیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل**، ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، 2013ء، صفحہ:159

Fiqh Academy India, *DNA Test or Genetic Science Se Muta'laq Shari Masa'il*, (New Delhi: Efa Publications, 2013), 159.

[8]۔ایضا، صفحہ:15

Ibid, 15.

[9] . https://www.dawn.com/news/1044879

[10] . Souha Korbatieh, *Evidence Laws in Sharia and the Impact of Modern Technology and DNA Testing, (*Australia*:* ***Australian Journal of Islamic Studies,*** vol 5, no 3, 2020*)*,1.

[11]۔**الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مأة جلدة** (Al- Noor: 24:2)

[12]۔ **واللاتي يأتين الفاحشة من نسائكم فاستشهدوا عليهن أربعة منكم** (Al- Nisa: 4:15)

[13]۔ **ثم لم يأتوا بأربعة شهداء** (Al- Noor: 24:4)

[14]۔المرغیانی، علي بن أبي بكر، أبو الحسن، برھان الدین، امام، **الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی**، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔کراچی، 1417ھ ، جلد:5، صفحہ:417

Al-Merghinani, Ali Bin Abi Bakar, Abu Al Hasan, *Kitab Al Hadaya*, (Karachi: Idara Al Quran Wa Uloom Al Islamiya, 1417), 5:417.

[15]۔ ایضا، جلد:4، صفحہ:79

Ibid, 4:79.

[16]۔ الشامی، محمد امین، ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، دار عالم الکتب، جلد:6، صفحہ:46

Al-Shami, Muhammad Amin, Ibn e Abidin, *Radd Al Muhtar Alaa Al Durr Al Mukhtar*,(Al Riaz: Dar Alim Al Kutab), 6:46

[17]۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث ابوداؤد، امام، **سنن ابو داؤد**، بیت الافکار الدولیۃ۔الریاض، 1998ء ، کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک، رقم الحدیث:4428

Al-Sajastani, Abu Daud, Salman Bin Asha's, *Sunan Abu Da'od*, Chapter: Kitab Al Hadud, Sub Chap: Rajam Ma'iz Bin Malik, Hadis No: 4428, (Al Riaz: Bait Al Afkar Addoliya).

[18]۔البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، امام، **الصحیح البخاری**، بیت الافکار الدولیۃ۔الریاض، 1998ء، کتاب الحدود، باب رجم المحصن، رقم الحدیث:6814

Al-Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad Bi Ismail, *Al Ja'me Al Sahih Al Bukhari*, Chapter: Kitab Al Hadud, Sub Chap: Rajam Al Muhsin, Hadees No: 6814, (Al Riaz: Bait Al Afkar Addoiya, 1998).

[19]-مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا (Al- Maida: 5:32)

[20]-السجستانی، سنن ابو داؤد، کتاب الدیت، باب فی ترک القود بالقسامۃ، رقم الحدیث:5244

Al-Sajastani, *Sunan Abu Da'od*, Chapter: Kitab Al Diyyat, Sub Chap: Fi Tarak Al Qaud Bil Qasamat, Hadis No: 4524.

[21]-الترمذی، محمد بن عیسی، ابو عیسی، امام، سنن الترمذی، مکتبۃ المعارف۔ الریاض، کتاب الحدود، باب درء الحدود، رقم الحدیث: 1424

Al-Tirmazi, Abu Isa, Muhammad Bin Isa, *Sunan Al Tirmazi*, Chapter: Kit Al Hadud, Sub Chap: Darr Al Hadud, Hadees No: 1424, (Al Riaz: Maktaba Al Mua'rif).

[22]-الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر-دمشق، 1985، جلد:6، صفحہ:391

Al-Zuhali, Wahbah, Dr, *Al Fiqh Al Islami Wa Adillatohu* ,(Damascus: Dar Al Fikar, 1985) 6:391

[23]- إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ فَلَمَّا رَأَى قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ (Al- Yusuf: 12: 26, 27, 28)

[24]-ابن ابی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد، ابو بکر، امام، حافظ، المصنف، مکتبۃ الرشد۔ الریاض، 2004ء، کتاب الحدود، باب فی الرجل یضرب فی الشراب--، جلد:9، صفحہ:460

Ibn e Abi Shaiba, Abu Bakar, Abdullah Bin Muhammad, *Al Musannaf*, Chap: Kit Al Hadud, Sub Chap: Bab Fi Al Rajul Yudrabo Fi Al Sharab, (Al Riaz: Maktaba Al Rushad), 9:460.

[25]-ایضا، کتاب الحدود، باب فی الرجل یوجد منہ ریح الخمر، ما علیہ؟، جلد:9، صفحہ:387

Ibid, Chap: Kit Al Hadud, Sub Chap: Bab Fi Al Rajul Yujado Fihe Reeh Al Khamar, Ma Alaehe, 9:387.

[26]-ایضا. Ibid.

[27]-ایضا. Ibid.

[28]-وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (Al- Baqara: 2:233)

[29]-وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا (Al Akhqaf: 46:15)

[30]-البیہقی، السنن الکبری، باب ماجاء فی اقل الحمل، جلد:7، صفحہ:442

Al-Behqi, *Al Suanan Al Kubra*, Chap: Ma Jaa Fi Aqall Al Hamal, 7:442.

[31]-ایضا، باب ماجاء فی اکثر الحمل، جلد:7، صفحہ:443

Ibid , Chap: Ma Jaa Fi Aksar Al Hamal, 7:443.

[32]-المصری، زین الدین بن ابراھیم، ابن نجیم، امام، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، 1997ء، جلد:7، صفحہ:350

Al-Misri, Ibne Nujaim, Zain Al Din Bin Ibrahim, *Al Bahar Al Raiq*, (Bairut: Dar Al Kutab Al Ilmiya, 1997), 7:350.

[33]-الجوزی، محمد بن ابی بکر ابن قیم، ابو عبد اللہ، امام، الطرق الحکمیة في السیاسة الشرعیة، دار عالم الفوائد۔ مکۃ المکرمۃ، 1428ھ، جلد:1، صفحہ:12

Al-Jauzi, Abu Abdullah, Muhammad Bin Abu Bakar Ibin Qayyam, *Al Turaq Al Hukmia Fi Al Syasa Al Sharia*, (Makkah Mukarramah: Dar Alim Al Fawaid, 1428), 1:12.

[34] . https://www.youtube.com/watch?v=gmDUCxA9ALg, CM's Press conference regarding Zainab Murder Case

[35]- التمیمی، تقی الدین بن عبد القادر، الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ، دار الرفاعی-الریاض، 1984، جلد: 1، صفحہ: 92

Al-Tamimi, Taqi ud Din Bin Abdul Qadir, *Al Tabqat Al Saniyya Fi Tarajum Al Hanafia,* (Al Riaz: Dar Al Rafa'i, 1984), 1:92

[36]- الغزالی، ابو حامد، محمد بن محمد، المستصفی من الاصول، شرکۃ المدینۃ المنورۃ للطباعۃ، جلد: 2، صفحہ: 482

Al-Ghazali, Abu Hamid, Muhammad Bin Muhammad, Almustasfa Min Alusool, Almadina Almunawra Shirka Littaba't, 2:482

[37]۔الجوزی، الطرق الحکمیة في السیاسة الشرعیة، جلد:1، صفحہ:12

Al-Jauzi, Al Turaq Al Hukmia Fi Al Syasa Al Sharia, 1:12.